سفرِ سامراء (عراق)..................آخری قسط

زیارت سامراء.........اور کرخ کے مزارات

......سقانی الحب کاسات الوصالی......

سامرا بغداد شریف سے ایک سو تیس کلومیٹر شمال مغرب میں واقع ایک قدیم تاریخی شہر ہے جہاں کبھی عباسی خاندان کے خلفاء کی حکومت تھی اب بھی اس خاندان کے عہد کی تعمیر شدہ بعض عمارتیں موجود ہیں جن میں سے ''الجامع الکبیر سامراء'' اب بھی اپنی آب وتاب کے ساتھ باقی ہے۔ سامراء بغداد شریف سے بائی بس سوا گھنٹے کا راستہ ہے اس کا اصل نام......سرمن رای...... ہے یعنی ایسی بستی جسے دیکھ کر دیکھنے والا خوش ہو جائے......کہا جاتا ہے کہ عباسی خلفاء نے اسے ایک خوبصورت اور پرفضا مقام بنایا تھا اور اس میں بکثرت باغات تھے۔ اس لئے اس کا نام بھی انہوں نے......سرِمن رآی......رکھا جو مختصر ہو کر سامراء بن گیا...... یہاں حضرت امام علی نقی۔ امام حسن عسکری اور دیگر آل رسول کے مزارات ہیں۔ امام حسن عسکری اور امام علی نقی ودیگر اہل خاندان سادات کی قبریں ایک ہی جگہ سنہری گنبد میں ہیں۔ اسی گنبد میں بی بی نرگس۔ بی بی حلیمہ کی قبریں ہیں جن کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ شہزادیاں حضرت علی کی اولاد سے ہیں۔ اسی صحن میں جس میں کہ سنہری گنبد واقع ہے ایک اور سبز رنگ کا گنبد نظر آتا ہے یہ گنبد سامراء کی تاریخی جامع مسجد کا ہے اسی گنبد کے پاس ہی ایک زمین دوز جگہ ہے جہاں سے حضرت امام مہدی غائب ہوئے تھے۔ اور اس سے قبل ایک مقام امام مہدی کے غائب ہونے کا میں کوفہ میں مسجد سھلہ میں دیکھ چکا ہوں۔ ایک عراقی شیعہ عالم سے اس مقام کے دو جگہ پائے جانے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے سبب سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ مقام غائب پر بیٹھے ہوئے درہم و دینار کا نذرانہ وصولنے والے ایک مجاور سے جب میں نے کوفہ میں واقع مقام حضرت صاحب زماں امام غائب کا ذکر کیا تو کہنے لگا وہ جھوٹ موٹ ہے۔ واللہ اعلم کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ ظہر کی نماز مسجد سامراء میں باجماعت ادا کی اور پھر سامراء سے نکل کر واپس بغداد شریف پہنچا جہاں حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شاہ منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات کی زیارت کی۔ حضرت معروف کرخی کا مزار محلّہ کرخ کے قبرستان میں ایک مسجد کے اندر ایک قبے میں ہے

جبکہ شیخ منصور حلاج کا مزار محلّہ کرخ کے قریب ہی واقع ایک ہسپتال کے پاس ایک گلی کے اندر ایک احاطہ میں قبے میں ہے باہر سے ایسا لگتا ہے جیسے یہ بھی کسی کا گھر ہی ہو۔ دروازہ صحن کا بند تھا میں تھوڑی دیر یہاں کھڑا رہا۔ پڑوس کی ایک عورت نے مجھے کھڑے دیکھا تو دروازے کی چابی ایک بڑھیا کے ہاتھ بھیج دی جس نے دروازہ کھول کر مجھے اندر جانے دیا اور اسطرح میں حضرت شیخ منصور حلاج کے مزار کی زیارت کرسکا۔ ۱۱ نومبر ۱۹۸۶۔ عصر کی نماز حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ادا کی اور پھر وہاں سے اعظمیہ گیا۔ اعظمیہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی اور مغرب کی نماز ادا کی۔ عشاء کی نماز حضرت غوث الاعظم کے دربار میں آ کر پڑھی رات محفل ذکر میں شرکت کی۔ اگلی صبح فجر کی نماز حضور غوث پاک کی مسجد میں ادا کی۔ پھر آ کر ناشتہ کیا اور ۸ بجے واپس جا کر مزار شریف پر حاضری دی۔ ۹ بجے کے قریب حضرت غوث پاک کے استاذ حضرت شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا یہ اسی محلّہ باب الشیخ ہی میں ایک بازار کے اندر ایک مسجد کے احاطے میں واقع ہے۔ پھر مسجد الکیلانی دربار شریف کے مکتبہ میں گیا۔ یہ بہت بڑی لائبریری ہے جس میں سینکڑوں قلمی نسخے اور ہزاروں کتابیں ہیں مگر یہاں دینی مدرسہ نہ ہونے کی وجہ سے اب ان کتابوں سے کوئی بھی استفادہ کرنے والا نہیں۔ ان کتابوں میں شاہجہاں کے لئے داراشکوہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کریم کا نادر قلمی نسخہ بھی ہے جو پندرہ پندرہ پارے کے دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے اوراق پر سونے کے پارے اور شنگرف سے لکھائی کی گئی ہے۔ کتب خانے میں ملازم محافظ کتب خانہ سے کافی دیر ملاقات رہی وہ مودودی صاحب سے متاثر نظر آتا تھا۔ پھر انہی صاحب کے توسط سے میں مفتیٔ بغداد حضرت علامہ شیخ عبدالکریم المدرس تک پہنچا جو اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے ان کی عمر محتاط اندازے کے مطابق ۸۰ سے ۹۰ سال ہوگی۔ چھوٹی سفید داڑھی اور چھوٹا قد مگر بڑا علم۔ میرے عربی بولنے سے بہت خوش ہوئے اور کچھ دیر باتیں (عربی میں) کیں اسی دوران کتب خانے کے محافظ نے میرے بارے میں انہیں یہ بتایا کہ ''یہ جلال الدین نوری کو جانتا ہے۔ مفتی صاحب جلال الدین نوری کا نام سن کر رطب اللسان ہوئے اور نوری صاحب کی بڑی تعریف کی۔ جلال الدین نوری کسی زمانے میں یہاں طالب علم کی حیثیت سے رہ چکے ہیں۔ اور ان دنوں کراچی میں مقیم ہیں بہار سے تعلق ہے۔ جنگ اخبار میں مشرق وسطی کی سیاست کے عنوان سے ہر ہفتے کالم لکھتے ہیں اور ''الدعوۃ،، رسالے کے عربی سیکشن میں کام کرتے ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی کے بہت قریب ہیں۔ مفتی عبدالکریم مدرس

صاحب نے کافی دیر گفتگو کی اسی دوران کئی لوگ مسائل دریافت کرنے آتے رہے ان کو بھی جوابات دیئے اور پھر ظہر سے قبل مجھ سے کہا کہ نماز کے بعد کھانا میرے ساتھ کھانا۔ مگر مجھے پہلے ہی غوث پاک کے دربان فقیر محمد صاحب کھانے کی دعوت دے چکے تھے۔ لہٰذا میں نے ظہر کی نماز کے بعد کھانا جناب فقیر محمد صاحب کے ساتھ ان کے گھر پر کھایا فقیر صاحب اپنے بچوں کے ساتھ یہاں مقیم ہیں انہوں نے اپنے یہاں قیام کا قصہء عجیب وغریب سنایا۔ وہ تیس سال قبل یہاں آئے تھے اور دربار شریف میں صفائی وغیرہ دیکھ کا کام کرتے رہے۔ پندرہ سال قبل ان کے بقول ان کے دل میں خیال آیا کہ کاش میرے بھی یہاں بیوی بچے ہوتے چنانچہ انہوں نے ایک روز غوث پاک کی بارگاہ میں عرض کی اور چند ہی یوم میں ان کی شادی کا بندوبست یوں ہوا کہ مدراس کے کچھ لوگ جو انگلستان میں مقیم تھے زیارت کو آئے۔ انہوں نے ان کو یہاں غوث پاک کے دربار پر بیٹھے دیکھا تو کہا کہ ہم اپنی یہ بچی آپ کو دیتے ہیں آپ نکاح کرلیں۔ مفتی و عالم دربار نے نکاح پڑھا دیا۔ ان کی بیوی انگریزی پر پہلے ہی عبور رکھتی تھیں اب عربی پر عبور ہوگیا۔ کیا عجیب سلسلہ ہے۔ کہاں مدارس کی عورت، انگلستان...... میں قیام۔ کہاں افغانستان...... باجوڑ کا آدمی...... بغداد شریف میں قیام۔ اور یہاں دونوں کا جوڑا، اللہ نے ملا دیا۔ بابا جی بتاتے ہیں کہ میں نے لڑکی کے ماں باپ سے بہت کہا کہ میں تو غریب آدمی ہوں۔ میرے پاس مکان بھی نہیں۔ درویش ہوں پڑھا لکھا بھی نہیں، بوڑھا ہوں جوان بھی نہیں آپ خواہ مخواہ کیوں اپنی بچی کی زندگی میرے ساتھ خراب کرتے ہو مگر وہ نہیں مانے اور سجادہ نشین صاحب کی اجازت سے نکاح ہوگیا۔ اب ماشاء اللہ اولاد والے ہیں۔ دوران گفتگو بابا فقیر محمد صاحب نے کہا کہ ان کی ایک صاحبزادی قابلِ نکاح ہے، اور تم ایک صالح نوجوان ہو، اگر اپنے والدین سے اجازت لے لو تو ہم تمہارا نکاح اس سے کیئے دیتے ہیں...... یہ بات میرے لئے اچانک اور حیرت انگیز تھی...... میں نے کہا کہ میں فی الحال مسافر ہوں اور کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں...... اور یہ اہم فیصلہ میرے خاندان کے بزرگوں کو کرنا ہے...... آج شام میں شارع ابونواس کی طرف نکل گیا جو بغداد کے ایک معروف شاعر کے نام سے منسوب ہے...... اس شارع پر لاتعداد ہوٹل اور قہوے ہیں، اور اس شارع پر سرِ شام ہی رونق ہوجاتی ہے، یہ ایک طرح سے فوڈ اسٹریٹ بھی ہے...... مگر عیب اس میں یہ ہے کہ یہاں ہر چھوٹے موٹے ہوٹل اور کافی شاپ پر وہ بھی سرعام دستیاب ہے جسے ام الخبائث کہتے ہیں...... علاوہ ازیں یہ برگر کلاس اور پوش ایریا کے لوگوں کی تفریح گاہ بھی ہے اس پر

متعدد نائٹ کلبز بھی ہیں۔ یہاں ہم ایک دوست کی طرف سے دی جانے والی الوداعی پارٹی میں شرکت کے لئے گئے تھے مگر پارٹی کے بغیر ہی الوداع ہوکر آ گئے، کیونکہ ہمارے بیٹھنے کی کوئی معقول جگہ نہ تھی کہ ہر جگہ نامعقول قسم کے لوگ براجمان تھے۔ اس وقت یہ مصرع بے ساختہ زبان پر آ گیا۔

...... یہ محفل نامعقولوں کی لاحول ولا، لاحول ولا......

آج موسم میں خنکی زیادہ ہے، لیجئے صاحب رات کو بخار نے آ لیا، اور آیا بھی براستہ نزلہ وکھانسی، رات مشکل سے کٹی، دوا دارو بھی کیا اگلے روز جمعہ ہے..... جمعہ حضرت غوث الاعظم کی درگاہ میں ادا کیا..... خوش قسمتی سے جگہ اندر حجرہ مبارکہ میں مل گئی۔ عزت ابراہی دوری وزیر اعظم بھی جمعہ میں تشریف لائے۔ آج ہمارا بغداد میں آخری دن ہے۔ بعد نماز مغرب حضرت سجادہ نشین السید یوسف الکیلانی القادری مدظلہم کی خدمت میں حاضر ہوا، زیارت کی۔ ان سے روانگی اور واپسی کا ذکر کیا۔ اور حسب روایت بزرگان دین واپسی کی اجازت طلب کی انہوں نے نہایت کرم فرمایا۔ اور دو عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ ایک تو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی ایک چادر عنایت کی اور دوسری نعمت یہ کہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اس عاجز کو بیعت فرماتے ہوئے الشجرۃ القادریۃ الشریفۃ سے سرفراز فرمایا۔ اپنے خادم خاص سے مطبوعہ شجرہ شریف و اجازت نامہ (جو ایک کتابچہ کی صورت میں ہے) طلب فرمایا اور اس میں اس خاکسار کا نام اپنے ہاتھ سے لکھ کر مہر لگائی۔

......واما بنعمة ربک فحدث..... اس سند و اجازت نامہ کے چند الفاظ یہ ہیں......

......ان الاخ المسلم...... نوراحمد...... جاء الينا والتمس منا تلقينه كلمة التوحيد واجازته بالطريقة القادريه فاجبناه الى مطلوبه واجزناه بالطريقة القادرية العلياولقناه بها كما تلقنتها بالسند عن ابن عمى السيد احمد عاصم الكيلانى القادرى شيخ السجادة القادرية ونقيب السادة الاشراف فى دارالسلام عن شيخه وابيه شيخ السجادة القادرية ونقيب السادة الاشراف فى دارالسلام السيد عبدالرحمن المحض الكيلانى القادرى عن ابيه وشيخه الشيخ على القادرى الكيلانى شيخ السجادة القادريه ونقيب السادة الاشراف فى دارالسلام.................الخ

☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆

رات کو عشاء کی نماز کے بعد خدامِ دربار سے ملا تو ہر طرف مذکورہ بالا خبر کا چرچا تھا ہر ایک نے مبارک باد دی اور کہا۔ سنا ہے کہ سجادہ نشین صاحب نے آپ کو اجازت سے سرفراز کیا ہے۔ میں نے ہر ایک کا خاموش مسکراہٹ سے جواب دیا۔ فرداً فرداً ملاقات کر کے اور مزارات پر حاضری دے کر اجازت لے لی۔ بعد نماز عشاء حضرتِ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اجازت کے ارادہ سے حاضر ہوا تو کیفیت عجیب ہوگئی، بار بار قصیدہ غوثیہ کے اشعار زبان پر جاری ہوتے تھے۔

سقانی الحب کاسات الوصال

فقلت لخمرتی نحوی تعالی

پندرہ بیس روز یہاں رہا کبھی ایسی کیفیت نہ ہوئی تھی۔ تا دیر ہچکی بندھی رہی۔ خدام میں سے کسی نے سنبھالا دیا اور کہا۔ بس بھی کرو۔ مزار شریف بند ہونا ہے۔ سب تمہارے انتظار میں کھڑے ہیں۔ اس وقت کی کیفیات بیان سے باہر ہیں۔ کبھی کسی سے مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر نہیں کیا کہ چھوٹا منہ بڑی بات...... ہمارے حاسدوں کی ویسے ہی کمی نہیں۔ جو دو چار دعاء گو رہ گئے ہیں وہ بھی خدانخواستہ رشک کر بیٹھیں۔ رات ہی کو سامان سمیٹا ہوٹل چھوڑا اور بوجھل دل سے ائرپورٹ کی راہ لی۔ بغداد سے کویت۔ کویت سے مسقط۔ اور مسقط سے کراچی پہنچ کر اللہ کا اس مبارک سفر پر شکر ادا کیا۔

نوٹ: فقہ اسلامی کے سال ۲۰۱۰ اور ۲۰۱۱ کے شمارے جلد نمبر ۱۱۔ اور ۱۲ محدود تعداد میں مجلد دستیاب ہیں۔ صرف مکتبات/ لائبریریز / مدارس اور تعلیمی اداروں کے لئے جاری کئے جاسکتے ہیں۔ قیمت فی جلد صرف پانچ سو روپے علاوہ ڈاک خرچ۔

﴿برائے رابطہ﴾

حافظ عبدالرحمٰن ثانی خطیب ہاؤس، پی ۹۸ پنجاب ٹاؤن،

ملیر ہالٹ کراچی......فون 0312-2090807